سوال

(56)اسلامی نکاح کی شرائط و آداب

جواب

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

اسلامی نکاح کی شرائط اور آداب اختصار کے ساتھ بیان کریں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواباً عرض ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق ایک اسلامی نکاح کے لیے مندرجہ ذیل شرائط اور آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے :

1۔ نکاح کے وقت لڑکی کے ولی (جیسے باپ ،چچا، دادا، بھائی وغیرہ) کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر کیا گیا تو وہ نکاح اسلام میں تسلیم نہیں کیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

«لانکاح الابولی وشاہدی عدل»

''نکاح ولی اور دو ثقہ گواہوں کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔،،

2۔ جیسے والی کی اجازت ضروری ہے، ویسے ہی لڑکی کی رضامندی بھی ضروری ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو نکاح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

«البکر تستاذن واذنہا صماتہا والثیبت تستأمر»

''کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے اور اس کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے اور ثیبہ (مطلقہ یا بیوہ) سے بصراحت اجازت لی جائے۔،، (ان الفاظ کے ساتھ مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی لیکن معمولی سی تقدیم وتاخیر کے ساتھ یہ الفاظ اکثر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ دیکھیے : صحیح البخاری، النکاح، حدیث: 5136، وصحیح مسلم، النکاح، حدیث: 1419-1427)

ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون، جن کا نام خنساء بنت خذام ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا : میرا باپ میری شادی میرے چچا زاد بھائی سے کرنا

چاہتا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔ کیا مجھے ایسی شادی کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! تم اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہو۔،، جس پر خنساء نے کہا: میں اس سوال کے جواب سے یہ واضح کرنا چاہتی تھی کہ ہمارے اولیاء ہماری مرضی کے بغیر ہم پر شادی مسلط نہیں کر سکتے، گومیں اپنے باپ کی بات اب مان لیتی ہوں اور اس شادی کی اجازت دیتی ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب نے دو الگ الگ احادیث کو یہاں جمع کردیا ہے۔ پہلی حدیث ہے: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک لڑکی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد نے اپنے بھتیجے کی خساست دور کرنے کے لیے میری شادی اس کے ساتھ کردی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ معاملہ اسی پر چھوڑ دیا (اختیار دے دیا کہ وہ نکاح برقرار رکھے یا فسخ کردے)۔ اس لڑکی نے کہا: میرے باپ نے جو کیا ہے میں اسے برقرار رکھتی ہوں۔ لیکن میں ی چاہتی تھی کہ خواتین کو معلوم ہوجائے کہ ان کے باپوں کے پاس اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ (سنن النسائی، النکاح، حدیث: 3271، ومسند احمد: 6 136) دوسری حدیث ہے کہ خنساء بنت خذام نامی ایک ثیبہ بیوہ یا طلاق یافتہ) خاتون کے باپ نے اس کی (دوسری) شادی کردی۔ اس خاتون نے اس شادی کو ناپسند کیا اور خدمت رسالت مآب میں آکر شکایت کی تو آپ نے اس نکاح کو فسخ کردیا۔ (صحیح البخاری، النکاح، حدیث: 5138).

3۔ اگر لڑکی کو باپ کی ناراضی کا اندیشہ ہو تو وہ نکاح کرنے میں جلد بازی نہ کرے بلکہ اپنے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرے، چاہے اس میں کافی وقت لگے لیکن اگر باپ کسی بھی صورت میں ایسی شادی کی اجازت نہیں دیتا جس سے وہ لڑکی کرنا چاہتی ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ آیا جس شوہر کا انتخاب لڑکی نے کیا ہے وہ ایک نیک نمازی مسلمان ہے، باروزگار ہے، یعنی بیوی کا نان ونفقہ ادا کرسکتا ہے اور باپ بغیر کسی معقول وجہ سے اس رشتے کا انکار کررہا ہے تو پھر وہ لڑکی باپ کے بجائے کسی دوسرے قریبی ولی (یعنی چچا یا بھائی) کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اگر وہ بھی انکار کریں (بغیر کسی معقول وجہ کے) تو پھر ایک مسلمان ملک میں مقامی حاکم ایسی عورت کا ولی متصور ہوگا اور ایک غیر مسلم ملک میں کوئی صاحب حیثیت آدمی جیسے امام مسجد یا اسلامی جمعیت کا صدر وغیرہ اس عورت کا ولی بن کر اس کا نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں کرسکتا ہے۔ اور اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«فان اشتجروا، فالسلطان ولی من لاولی له»

''اگر اولیاء آپس میں اختلاف کریں تو پھر حاکم ایسی عورت کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں۔،،

(سنن ابی داود، النکاح، حدیث: 2083، وجامع الترمذی، النکاح، حدیث: 1102 واللفظ له)

4۔ اس آخری اقدام سے قبل ضروری ہے کہ دونوں والد اور لڑکی اپنی اپنی ذمہ داری کو نہ کرے جہاں وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اور اگر لڑکی کی پسند می کوئی شرعی عیب نہیں ہے تو پھر ولی ایسی شادی کی اجازت دے دے۔

ایسے ہی لڑکی کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ جن والدین نے اسے پالا پوسا ہے اور جن کی وجہ سے وہ اس دنیا میں آئی ہے، ان کے جذبات کا بھی خیال کرے اور اگر دن کی پسند کے رشتے میں کوئی قباحت نہیں ہے تو اس رشتے کو قبول کرے، بہر صورت چونکہ اسی نے اپنے شوہر کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے، اس لیے وہ اپنی پسند پر اصرار بھی کر سکتی ہے جیسا کہ خنساء بنت خذام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا امور کو ہر شادی میں ملحوظ رکھا جائے تو امید کی جا سکتی ہے کہ شادی کامیاب رہے گی اور فریقین میں سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوگی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

محدث فتویٰ